

10238-باکنگ کھلینے کا حکم

سوال

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نعمت کی کہ میں باکسر بن سکوں، اور مجھے پختہ امید ہے اور میں وثوق رکھتا ہوں کہ چند برسوں میں دنیا میں باکنگ کا ہیر و بن جاؤں گا، جب سے میں نے باکنگ شروع کی ہے میں کامیابی حاصل کر رہا ہوں، حالانکہ میں ابھی اس ہنر کو حاصل کرنے کی ابتداء میں ہی تھا، اور بالآخر میں نے دین کا التزام کرنا شروع کر دیا ہے، میر اسوال یہ ہے کہ کیا میرے لیے باکنگ کا ہنر اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

میر اخیال ہے کہ میں باکنگ میں رہ کر اسلام اور مسلمانوں کو نفع دے سکتا ہوں، وہ اس طرح کہ میں نو جانوں کو اسلام پر ابھارنے کے لیے کلام کیا کروں گا، اور خاص کر صحیح راہ (اسلام) کو اختیار کرنے کے متعلق، اور مال صدقہ کر کے.... اخ.

اور میری نیت یہ بھی ہے کہ میں اپنے بدن کے ساتھ کسی دن جہاد کروں گا، اور باکنگ میں حاصل کردہ اپنے تجربہ کو بھی اس جہاد کی خدمت کے لیے استعمال کروں گا، گزارش ہے کہ آپ اپنے قوتی کی تائید میں دلائل بھی ذکر کریں۔

نوت: میں اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلہ میں ہر گز نہیں آؤں گا، بلکہ صرف غیر مسلموں کے مقابلہ میں ہی آؤں گا۔

پسندیدہ جواب

اول:

ہم سوال کرنے والے عزیز بھائی کی استقامت اور دین کا التزام کرنے پر اللہ کا شکرداکرتے ہیں، اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ثابت قدم رکھے، اسی طرح ہم اللہ کا اس پر بھی شکرداکرتے ہیں کہ اس نے آپ کو جسمانی اور بدنی قوت سے نوازا ہے، ان شاء اللہ اس میں آپ اور مسلمانوں کے لیے عظیم فائدہ ہے، کیونکہ مسلمان ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

اور پھر بدنی اور جسمانی قوت تو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ادا کرتا ہے، اور جس سے چاہتے رکھ لیتا ہے۔

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قوی اور طاقتور مومن کو ضعیف اور کمزور مومن پر فضیلت دی ہے، جو کہ ایمانی اور جسمانی قوت پر مشتمل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قوی اور طاقتور مومن ضعیف اور کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، اور زیادہ بہتر ہے، اور ہر ایک میں خیر ہے، جو چیز تجھے نفع دے اس کی حرص رکھو، اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو، اور عاجز نہ ہو جاؤ، اور اگر تجھے کوئی (نقضان) ہیج جائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں اس اس طرح کر لیتا تو ایسا ہو جاتا، لیکن یہ کو کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ہی ایسے لکھا تھا، اور اس نے جو چاہا کر دیا، کیونکہ اگر (لو) شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے“

صحیح مسلم حدیث نمبر (2664)۔

اور مومن شخص کا مباح اور جائز ورزش اور کھلیل کھلنا مفید ہے کیونکہ یہ بدن کو قوی کرتی، اور اس کی صحت کو سلامت و محفوظ رکھتی ہے، جس کی بناء پر وہ عبادات اور حجادی سبیل اللہ کی ادائیگی بہتر طریقے سے کر سکتا ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت کی مرح شانی کی ہے بلکہ اسے توالی پر مقدم کیا ہے۔

معاذ بن عبد اللہ بن خبیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے بھاٹ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں :

"ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے سر پر پانی کے آثار تھے، تو ہم میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو آج بڑا خوش دیکھ رہے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں الحمد للہ اللہ کا شکر ہے، پھر لوگ غنا اور مالداری کی باتیں کرنے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کے لیے غنا اور مالداری میں کوئی حرج نہیں، اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کے لیے غنی سے بھی بہتر صحت ہے، اور خوش رہنا اور اچھی حالت بہت بڑی نعمت ہے"

ابن ماجہ حدیث نمبر (2141) مسند احمد حدیث نمبر (22076) علام البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر (1741) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مسلمان شخص کو چاہیے کہ ورزش اور کھلیل میں اس کا مقصد عبادات کی ادائیگی اور اللہ کے دین کی نصرت و مدد اور اس کی حرمت کے دفاع اور مسلمانوں کے دفاع پر تقویت کا حصول ہونا چاہیے۔

تو اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم یہ ہو کہ یہ چیز اس کے لیے دنیا میں کمائی اور دشمن سے اس کا دفاع ہو، یا پھر وہ اپنا بدن اپنی میشست کرانے اور حصول رزق میں استعمال کرے، اور اپنے ہاتھ کی کمائے سے کھانے کا سبب ہو

مقدمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا کھانے والے سے بھی کوئی بہتر چیز نہیں جو کھائی جائے، اور بلاشبہ اللہ کے نبی داود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1966)۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم میں کوئی ایک شخص کے لیے لکڑیوں کا ایندھن جمع کر کے اپنی پیٹھ پر اٹھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرے، وہ اسے دے یا نہ دے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1968) صحیح مسلم حدیث نمبر (1042)۔

ورزش اور کھلیل کی یہ وجوہات توباح اور جائز ہیں، لیکن جو کھلیلیں اور ورزشیں ہم آج کل دیکھ رہے ہیں تو ان میں سے اکثر بات سے نکل کر حرام کی حد میں شامل ہو چکی ہیں، اور خاص کر باسگ تو سب سے بڑی کھلیل ہے اس کی درج ذیل وہیں ہیں :

1- اس میں م مقابل کے چھرے پر مارا جاتا ہے جو کہ اعتماد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بجائی سے لڑے تو وہ اس کے چہرے سے اجتناب کرے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2560) صحیح مسلم حدیث نمبر (2612).

اور اس کھیل کی بنا ہی چہرے پر مکہ مارنے میں ہے، جس میں باکسر پوری طاقت سے مقابل کے چہرے پر مکہ رسید کرتا ہے۔

2- اس کھیل میں وقت کا ضیاع ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمان پر جتنی بھی نعمتیں کی ہیں ان کے متعلق روزی قیامت وہ سوال بھی کریگا، اور انسان بہت زیادہ ان نعمتوں کو ضائع کرتا ہے، جن میں صحت اور فراغت شامل ہے۔

اور روزی قیامت اللہ تعالیٰ نے مسلمان شخص سے سوال کرنا ہے ان میں اس کی جوانی کے متعلق بھی سوال ہو گا کہ اس نے اپنی جوانی کہاں صرف کی، اور اس کی عمر کے متعلق پوچھا جائیگا کہ اس نے اپنی عمر کہاں فنا کی، تو جو شخص اپنی جوانی لوگوں سے لڑنے اور انہیں پچھاڑنے اور ان کے ساتھ باکنگ کھیلنے میں صرف کر دے تاکہ وہ کامیاب ہو کر انعام کا مستحق ہو، یا پھر اسے عالمی باکسر کا ٹائل مل جائے تو وہ اللہ کو کیا جواب دیگا؟۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"اگر انسان عقل مند ہو تو وہ بغیر کسی فائدہ کے اپنا مال ضائع نہیں کرتا؛ تو بالاوی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے؛ کیونکہ وقت تو مال سے بھی زیادہ قیمتی ہے؛ اور اس لیے کہ نوجوان اور غیر نوجوان کا اس طرح کے کھیلوں میں وقت ضائع کرنا جن میں کوئی فائدہ نہیں ان امور میں شامل ہوتا ہے جن پر افسوس و غم کیا جاتا ہے۔

دیکھیں : فتاویٰ اسلامیہ (435/4).

3- یہ کھیل موزی اور نقصان دہ ہے، بعض اوقات اتنا ضرر پہنچ سختا ہے جو بھی پورا نہیں ہو سکتا، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہم پر اپنے بدن و جسم کو ضرر و نقصان دینا حرام کیا ہے، اور اسکی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔

عبدالله بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ :

"نہ تو کسی کو نقصان دو، اور نہ ہی خود اپنا نقصان کرو"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2340) مسند احمد حدیث نمبر (21714) امام احمد اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اور ابن الصلاح نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

دیکھیں : خلاصۃ البدر المغیر تالیف ابن الملقن (2/438).

آپ یہ کھیل کھیلتے ہیں اس لیے آپ اس کا حکم بھی جانتے ہوں گے کتنے باکسر ایسے میں جنہیں اس کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑا اور ان کے دماغ اور اعضاء میں رعشہ پیدا ہو چکا ہے۔

4- اس میں مال کا بھی ضیاع ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو ایسے کام میں مشغول کرنا ہے جس میں کوئی فائدہ اور جس کی کوئی ضرورت ہی نہیں، یہ مال اس طرح کے کھیل میں جانے اور ضائع ہونے سے بہتر ہے کہ کسی خیر و بھلائی کے کام میں صرف ہو، کتنے ملین ڈالر ضائع ہو رہے ہیں جو نہ تو کسی بھوکے کو کھانا کھلانے میں صرف ہوئے، اور نہ ہی کسی مسجد کی تعمیر میں، اور نہ ہی کوئی علمی درسگاہ قائم کرنے میں اور نہ ہی کسی اور خیر و بھلائی کے کام میں۔

5- اس طرح کے کھیل جس میں باکنگ بھی شامل ہے ایسا جھوٹا نعرہ بن چکا ہے جو تصب اور قومیت کی دعوت دیتا ہے، موجودہ صورت میں ان کھیلوں نے لوگوں کے دلوں میں تفریق پیدا کر کے رکھ دی ہے وہ آج کسی ٹیم کی کامیابی اور کسی کی شکست کی بناء پر ایک دوسرے سے محبت و بغض رکھنے لگے ہیں۔

6- اس میں ستر پوشی نہیں ہوتی، بلکہ ستر نگاہ کیا جاتا ہے، اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو آپ کامد مقابلہ باکسر ایسا کرے گا، اور پھر مرد کا گھٹنے سے لیکر ہاف تک ستر ہے، وہ اسے نگاہ نہیں کر سکتا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

اور اسی طرح وہاں آنے والے مردوں عورت تماشا یوں سے بھی بے پر دگی ظاہر ہوتی ہے، اور یہ ایسا امر جس سے آپ نہ توروک سکتے ہیں، اور نہ ہی انکار کر سکتے ہیں۔

آپ نے سوال میں یہ کہا ہے کہ: "میں مسلمانوں سے مقابلہ نہیں کروں گا"

تو یہاں کھیل کے نگران آپ کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے؟

میرے خیال میں وہ ایسا بھی نہیں کر سکتے، اور آپ کو اس کا ہم سے بھی زیادہ علم ہے۔

دوم:

پھر اس طرح کے مقابلہ دین کے لیے نہیں رکھے جاتے، اور نہ ہی اس اساس پر قائم ہیں، اور جب تماشائی مقابلہ دیکھتے ہیں تو وہ اس نیت سے نہیں دیکھتے کہ یہ اسلام اور کفر کے مابین مقابلہ ہے۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ آپ تو وہ مقابلہ اس ملک کی خاطر کر رہے ہیں جہاں آپ رہتے ہیں، یا پھر جس ملک نے آپ کو اپنی شہریت دے رکھی ہے، اور وہ آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ اسلام کے نام پر مقابلہ کریں۔

پھر یہ بھی ہے کہ اگر آپ کامد مقابلہ کافر بھی ہو تو وہ حربی نہ ہو بلکہ وہ اہل سلم میں شامل ہوتا ہو، تو پھر آپ کس حق سے اس پر اپنا ہاتھ اٹھا رہے ہیں، جس نے صلح اور معاهدہ کر رکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ:

یہ کھیل (باکنگ) ان حرام کھیلوں میں شامل ہوتا ہے، جن کا نقصان زیادہ ہے اور خیر کم۔

سوم:

اور آپ کا یہ کہنا کہ:

"آپ اس میں جہاد کی نیت کرتے ہیں جس دن بھی ہو"

اگر باکنگ حرام نہ ہوتی تو آپ کی یہ کلام بہت اچھی قابل احترام تھی، آپ کے لیے ممکن ہے کہ آپ کسی اور ورزش کے ذریعہ اپنے جسم کو قوی اور مضبوط بنائیں جو حرام نہیں ہے۔

مزید معلومات کے حصول کے لیے سوال نمبر (10427) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

والله اعلم.